HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

نونی درویش کے اسلامی قانون پر اعتراضات: رسول اللہ ﷺ اور عرب قوانین کے حوالے سے ان کے دعووں کا علمی تجزیہ

Nonie Darwish's Objections to Islamic Law: An Analytical Review of Her Claims Regarding Prophet Muhammad (PBUH) and Arab Laws

Muhammad Usman
Lecturer, Department of Islamic Studies, Edwardes College Peshawar

Fawad Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies, Edwardes College Peshawar

Abstract

This paper critically examines the allegations made by Nonie Darwish, a former Muslim, regarding Islamic law (Sharia) and its purported origins in traditional Arab laws. Darwish claims that many of the laws in Islam were borrowed from pre-Islamic Arab customs, an assertion that has sparked significant debate. This study analyzes Darwish's views, particularly her argument that the Prophet Muhammad (PBUH) copied from the legal systems of pre-Islamic Arabia. Through a detailed examination of Quranic verses, Hadiths, and Islamic legal principles, the paper refutes this claim by demonstrating the divine and distinct nature of Islamic law, which is based on revelation, not pre-existing Arab traditions. The paper further explores the historical context of the laws in question and their theological and legal foundations in Islam, showing that Islamic law was introduced as a reform and divergence from the practices of the pre-Islamic Arab world. Ultimately, this paper aims to clarify the misconceptions surrounding the origins of Islamic law and respond to the criticisms posed by Nonie Darwish.

Keywords: Nonie Darwish, Islamic Law, Prophet Muhammad (PBUH), Arab Laws, Sharia, Quranic Refutation

تمہید:

اسلامی قانون (شریعت) ایک آسمانی قانون ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر مبنی ہے، اور یہ مکمل طور پر انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ شریعت کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، اور اس میں اخلاقی، معاشی، قانونی اور سماجی احکام شامل ہیں جو انسان کی فلاح و بہبود کے لیے مرتب کیے گئے ہیں۔ تاہم، عصر حاضر میں اسلامی قانون کے بارے میں مختلف اعتراضات کیے جاتے ہیں، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ شریعت اسلامی کسی آسمانی قانون کی بنیاد پر نہیں بلکہ عربوں کے قدیم قوانین اور رسوم سے نقل کی گئی ہے۔ یہ اعتراضات بعض حلقوں میں اس وقت زیادہ اٹھنے لگے جب نونی درویش، جو کہ ایک تارک اسلام اور مشہور مخالف اسلام مصنفہ ہیں، نے اپنی کتاب *"Cruel and Usual Punishments: The Terrifying Global Implications of Islamic Law"* میں اسلامی قوانین کو عربوں کے قوانین سے نقل کرنے کا الزام عائد کیا۔ نونی درویش نے اس دعوے کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اسلامی قوانین، جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے، دراصل عربوں کے موجودہ قوانین کا عکس ہیں، اور ان میں کوئی نئی یا آسمانی حقیقت نہیں ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

نونی درویش کا یہ موقف مختلف زاویوں سے غلط اور بے بنیاد ہے۔ شریعت اسلامی کی بنیاد وحی ہے جو اللہ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ اسلامی قانون عربوں کے موجودہ قوانین سے بالکل مختلف ہے، اور اس میں ایسی اصلاحات اور ہدایات دی گئی ہیں جو اس وقت کے عرب معاشرتی نظام میں موجود برائیوں اور انحرافات کے خلاف تھیں۔ قرآن اور حدیث میں واضح طور پر اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ اسلامی قوانین کسی طور پر عربوں کے قوانین کی نقل ہیں۔ اس مضمون کا مقصد نونی درویش کے اس دعوے کا علمی تجزیہ کرنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عربوں کے قوانین سے اسلامی قوانین نقل کیے ہیں۔ اس تحقیق میں ہم قرآن کی آیات، حدیث، اور اسلامی فقہ کے اصولوں کا جائزہ لیں گے تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ اسلامی قانون دراصل ایک آسمانی قانون ہے جو اللہ کی ہدایات پر مبنی ہے اور اس کا تعلق کسی انسانی یا عربی رسم ورواج سے نہیں ہے۔ اس کے علاوہ، ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ کس طرح نونی درویش کے دعوے اسلامی تاریخ، شریعت اور قانون کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہیں۔ یہ تحقیق نہ صرف نونی درویش کے نظریات کا جائزہ لے گی، بلکہ اسلامی قانون کی اصل حقیقت اور اس کے آسمانی ہونے کو واضح کرے گی، تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں اس موضوع پر صحیح فہم اور آگاہی پیدا کی جاسکے۔

عصر حاضر میں جہاں شریعتِ اسلامی پر مختلف اعتراضات کیے جارہے ہیں، وہاں ایک اہم اعتراض یہ بھی ہے کہ اسلامی شریعت آسمانی نہیں بلکہ یہ حضرت محمد ﷺ نے عربوں کے موجودہ قوانین اور رسوم ورواج سے نقل کی ہے۔ (معاذ اللہ) اس نظریے کو فروغ دینے والی ایک اہم شخصیت نونی درویش ہیں، جو ایک ترکِ اسلام خاتون ہیں۔ نونی درویش نے اپنی کتاب *"Cruel and Usual Punishments: The Terrifying Global Implications of Islamic Law"* میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے، جس میں وہ رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام عائد کرتی ہیں کہ اسلامی قوانین دراصل عربوں کے قوانین کا عکس ہیں۔ نونی درویش کی پیدائش 1949ء میں مصر میں ہوئی۔ وہ حالیہ وقتوں میں امریکہ میں مقیم ہیں اور وہاں *Former Muslims United* نامی ایک تنظیم اور ویب سائٹ چلاتی ہیں۔ اس تنظیم کا مقصد مرتدین اسلام کو ایک پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے تاکہ وہ اسلام کے خلاف آواز بلند کر سکیں۔ نونی درویش نے اپنے نظریات اور کتابوں کے ذریعے اسلامی قانون اور شریعت کو اپنی ذاتی تجربات اور نقطہ نظر سے متنازعہ بنایا ہے، جس کے بعد ان کے خیالات پر بحث ومباحثہ کا آغاز ہوا ہے۔[1]

تاریخی پس منظر

نونی درویش ایک مشہور مصری نژاد، ترکِ اسلام خاتون ہیں جنہوں نے اپنے تجربات اور اسلام سے بے زاری کی بنیاد پر کئی کتابیں تحریر کیں، جن میں "Now They Call Me Infidel"[2] اور "Cruel and Usual Punishments: The Terrifying Global Implications of Islamic Law"[3] شامل ہیں۔

نونی درویش کا دعویٰ ہے کہ اسلامی قانون (شریعت) عربوں کے قدیم قوانین اور رسوم ورواج سے نقل کیا گیا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ اسلام کی حقیقت اور اس کی آسمانی نوعیت کے خلاف ہے، جس کی تفصیلی اور علمی تردید کی ضرورت ہے۔ نونی درویش کی پیدائش 1949ء میں مصر کے شہر قاہرہ میں ہوئی۔ ان کا بچپن ایک فوجی خاندان میں گزرا، جہاں ان کے والد مصری فوج میں افسر تھے اور ایک دھماکے میں شہید ہوگئے۔ نونی درویش کے والد کی موت نے ان پر گہرا اثر ڈالا اور اس واقعہ نے ان کے مذہبی رجحانات کو متاثر کیا۔ اس کے بعد، نونی درویش نے مصر میں ایک مسیحی اسکول میں تعلیم حاصل کی اور وہاں ان کے دل میں مسیحیت کی محبت پیدا ہوئی۔

1964ء میں نونی درویش نے (AUC) *American University in Cairo* میں داخلہ لیا جہاں انہوں نے معاشرتی علوم اور بشریات کا مطالعہ کیا۔ اس دوران ان کا تعلق مغربی تہذیب اور مسیحیت سے مزید مضبوط ہوا۔ بعد ازاں، نونی درویش نے 1978ء میں امریکہ ہجرت کی اور ایک قبطی عیسائی لڑکے سے شادی کی۔ ان کا اسلامی عقیدہ اس وقت سے کمزور ہونا شروع ہوا جب انہوں نے 1991ء میں اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ چرچ جانا شروع کیا۔ نونی درویش نے اپنی کتابوں میں اسلام کے خلاف آواز بلند کی اور اسلامی قوانین پر اپنے شدید اعتراضات کا اظہار کیا۔ ان کے دعووں میں ایک اہم اعتراض یہ تھا کہ اسلامی قوانین عربوں کے موجودہ قوانین سے نقل کیے گئے ہیں، اور یہ دعویٰ انہوں نے اپنی کتاب *"Cruel and Usual Punishments"* میں کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام نے عربوں کے موجودہ قوانین کو تبدیل نہیں کیا بلکہ انہیں ہی اپنانا شروع کیا۔ نونی درویش کا والد مصری فوج میں تھا اور (فلسطین) غزہ میں ایک دھماکے میں شہید ہوا تھا جس کا نونی درویش پر بہت برا اثر ہوا۔[4]

والد کی وفات کے بعد نونی درویش نے مصر میں *SL Clare's School* میں داخلہ لیا، جہاں بقول مصنفہ کے، وہاں سے اس کے دل میں مسیحیت، مسیحیوں اور مغربی دنیا کے لیے محبت پیدا ہونے لگی۔[5] 1964ء میں، 16 سال کی عمر میں، مصنفہ نے مصر میں *American University in Cairo (AUC)* میں داخلہ لیا اور وہاں

cc BY

معاشرتی علوم اور علوم بشریات کا انتخاب کیا۔ اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران نونی درویش کی قربت مغربی تہذیب اور مسیحیت سے بڑھتی گئی۔[6] مصر میں ایک قبطی عیسائی لڑکے سے محبت کرنے کے بعد، نونی درویش نے 1978ء میں اس لڑکے کی خاطر امریکہ ہجرت کی اور وہاں جاکر اس سے شادی کرلی۔[7] تاہم، 1987ء میں دونوں میں طلاق ہوگئی اور 1991ء میں نونی درویش نے اپنے ایک عیسائی پڑوسی سے دوسری شادی کی ۔[8] نونی درویش کی اسلام سے بیزاری کا آغاز اس وقت ہوا جب 1991ء میں انہوں نے اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ چرچ جانا شروع کیا اور عبادت کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔[9] اس وقت سے ان کا اسلام کے بارے میں نقطہ نظر منفی ہوگیا۔ آج کل نونی درویش *Arabs for Israel* نامی ایک اسرائیلی تنظیم بھی چلا رہی ہیں، جس کا مقصد اسرائیل کی حمایت کرنا اور عربوں کے درمیان اسرائیل کے بارے میں شعور بیدار کرنا ہے (*Former Muslims United*, 2014)۔

اب تک نونی درویش نے اسلام کے خلاف تین کتابیں لکھی ہیں:

1. *Now They Call Me Infidel: Why I Renounced Jihad For America, Israel, And The War On Terror* (Darwish, 2007).
2. *Cruel And Usual Punishments: The Terrifying Global Implications Of Islamic Law* (Darwish, 2008).
3. *The Devil We Don't Know: The Dark Side of Revolution in the Middle East* (Darwish, 2009).

اپنی کتابوں میں نونی درویش لکھتی ہیں کہ اسلامی قوانین عربوں کے قوانین سے نقل کیے گئے ہیں، اور ان کا یہ دعویٰ اسلام کے اصل عقائد اور اس کی آسمانی نوعیت کے خلاف ہے۔[10]

نونی درویش کا نقطہ نظر

نونی درویش نے اسلام اور شریعت پر شدید تنقید کی ہے اور اپنی کتابوں میں اس بات کو اجاگر کیا کہ اسلامی قوانین عربوں کے قوانین سے نقل کیے گئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ عربوں کے نظام میں موجود سزاوں اور قوانین کو نبی اکرم ﷺ نے اپنایا، جو کہ ایک تاریخی حقیقت نہیں بلکہ ایک جھوٹ پر مبنی الزام ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ اسلامی شریعت میں وہی قوانین موجود ہیں جو عربوں کے معاشرتی اور ثقافتی نظام کا حصہ تھے۔ اس دعوے کے رد میں، اسلامی اسکالرز نے یہ واضح کیا کہ اسلامی قانون قرآن اور حدیث پر مبنی ہے اور یہ کوئی انسانی ساختہ قوانین نہیں ہیں۔ اسلامی قوانین میں جو اصلاحات اور نئے اصول ہیں، وہ عرب معاشرتی نظام سے مختلف ہیں اور یہ اللہ کی طرف سے ایک مکمل اور آسمانی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ نونی درویش کی کتابوں نے عالمی سطح پر بڑے پیمانے پر توجہ حاصل کی اور ان کی تخلیقات نے اسلامی قانون اور شریعت پر ایک نیا زاویہ پیش کیا۔ ان کی کتاب "Cruel and Usual Punishments" میں اسلامی قوانین کی سختی، سزاوں، اور ان کے معاشرتی اثرات پر تنقید کی گئی۔ ان کی کتابوں کا مقصد مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں منفی تصورات کو تقویت دینا تھا، لیکن ان کی ان تصورات کو علمی اور دینی حلقوں میں سخت ردعمل کا سامنا کرنا پڑا۔

تارک اسلام نونی درویش کی اعتراض کے جوابات:

نونی درویش نے اپنی تحریروں میں اسلامی قوانین پر مختلف اعتراضات کیے ہیں، جن میں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اسلامی قوانین عربوں کے قدیم قوانین سے نقل کیے گئے ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے عرب معاشرتی رسوم ورواج کو ہی اسلامی قانون کے طور پر اپنایا، جس کی بنیاد کسی آسمانی رہنمائی پر نہیں تھی۔ اس اعتراض کے جوابات دینے کے لیے اسلامی شریعت کی بنیاد اور اس کے اصولوں کا تفصیل سے جائزہ لینا ضروری ہے۔

اسلامی قانون (شریعت) کی بنیاد:

اسلامی قانون کی بنیاد نہ تو عربوں کے قدیم رسوم ورواج پر ہے اور نہ ہی کسی انسانی قانون پر۔ اسلامی شریعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کی روشنی میں تشکیل دیا گیا ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس بات کا واضح ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال وافعال وحی کے مطابق تھے، خواہ وہ قرآن کی صورت میں ہوں یا حدیث کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔[11]

"یہ (رسول کی بات) وحی کے سوا کچھ نہیں جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔"

OPEN ACCESS
CC BY

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے اقوال وافعال وحی کے تابع تھے، خواہ وہ قرآن کی صورت میں ہوں یا وحیِ خفی (حدیث) کی صورت میں۔

محمد طفیل نے بھی اس کا ایک بہترین جواب دیا ہے۔

"مصنفہ کے اس دعوی کو سامنے رکھ کر اگر اسلامی قوانین کا جائزہ لیا جائے جیسے قتل، چوری، زنا، ڈاکہ، لعان پر فوجداری قوانین اور طلاق، نکاح اور وراثت کے شخصی قوانین، زکوۃ، عشر، مال فے، غنیمت، جزیہ از زراعت، تجارت کے احکام، منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے دیوانی اور مالیاتی قوانین، منکوحہ اور غیر منکوحہ سے نکاح فوجداری اور دیوانی معاملات میں مرد اور عورت کی شہادت کے قوانین، گواہوں کے احکام، یمین (قسم) کے احکام، حرام، حلال کے احکام حیض وطہر کے احکام، حضانت کے احکام، فرائض، واجبات اور سنن ونوافل کی تقسیم، مضاربت، مشارکت ربا وغیرہ کے احکام، خمر، میسر، نشہ وغیرہ کے مسائل، غلاموں کے حقوق، عورتوں کے حقوق، یتیموں کے حقوق، احکام واخلاق حرب وغیرہ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ احکام و قوانین نہ عرب میں ملتے ہیں اور نہ ہی بائبل میں ملتے ہیں۔"[12]

یہ ایک بے بنیاد الزام ہے کہ نونی درویش کا کہ نبی کریم ﷺ نے عربوں کے قوانین سے اسلامی قوانین نقل کئے ہیں اگر اس طرح ہوتا تو پھر تو عرب اس بات کا اقرار کرتے لیکن پوری ذخیرہ سیرت میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ کہ مشرکین نے الزام لگایا ہو کہ تم نے ہمارے باپ دادا کے قوانین سے اسلامی قانین بنائے ہیں وہ تو اس کو ایک بلکل نئے قانون کی صورت میں دیکھتے تھے۔ رسول اللہ اور صحابہ کرام کو صابیئن کہا کرتے تھے۔ وہ تو رسول اللہ کے بارے میں کہتے کہ یہ ہمارے باپ دادا کی مخالفت کر رہا ہے۔ تو یہ ایک بے بنیاد الزام ہے جو اس نے لگایا ہے۔

پھر اس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ[13]

اور اگر ان کے باپ دادا کسی چیز کی سمجھ وعقل اور ہدایت نہ رکھتے ہوں (پھر بھی یہ ان کی پیروی کریں گے)

اگر اسلامی قوانین عربوں سے لیے گئے ہوتے تو پھر اس آیت کا کیا معنی ہوتا؟ اس آیت سے صاف طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن اور سنت نبوی میں عربوں کے اور ان کے باپ دادا کے بنائے ہوئے نظام و قوانین کے خلاف تھا اور ہے۔

ارشاد باری تعالی:

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ[14]

کیا تم جاہلیت کے حکم پر راضی ہوتے ہو؟

اب اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے خود پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے عربی قوانین کو جاہلیت سے تعبیر کیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اسلام اس کو ایک جگہ جاہلیت کہے اور پھر اسی سے اپنے قوانین بھی بنائے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[15]

اور وہ کہتے ہیں کب یہ وعدہ پورا ہو گا اگر تم سچے ہو تو؟

اس آیت میں ان کی مخالفت کا ذکر ہے۔ جس سے نونی درویش کی الزام کی تردید ہوتی ہے کہ اگر رسول اللہ عربوں سے قوانین نقل کرتے تو وہ ان کے مخالف نہیں بلکہ ان کے دوست ہوتے کہ یہ تو انہی کے قوانین کو اور مظبوط کر رہا ہے۔

قرآن کریم اور قانون:

قرآن میں قانون کے لیے پانچ اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔

پانچ اصطلاحات مندرجہ ذیل ہیں:

- امر

cc BY

- حکم
- عدل
- قضاء
- قسط

- قرآن میں امر کا ایک معنی ہے قانونِ فطرت یا حکم الٰہی۔ اس حکم کی تابعداری ہر مخلوق اپنے فطری تقاضے کے مطابق کرنی ہے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ[16]

اور سورج چاند اور ستارے اسی کے امر کے تابع ہیں۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

تخلیق اور حکم اسی کا ہے۔

2۔ قرآن میں امر کا دوسرا معنی اسلام کے قوانین ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً[17]

بے شک اللہ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا[18]

بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو سپرد کرو۔

3۔ قرآن میں امر کا تیسرا معنی اللہ کے عام ارادے کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَآ أَرَدۡنَآ أَن نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً أَمَرۡنَا مُتۡرَفِيهَا فَفَسَقُواْ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا ٱلۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنَٰهَا تَدۡمِيرًا[19]

اور جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے عیش پسند باشندوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت کرتے ہیں تو ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔

4۔ قرآن میں امر ایک سیاسی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ[20]

اور ان کے معاملات کا فیصلہ ان کے درمیان مشاورت سے طے پاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ[21]

اور تم میں سے جو اقتدار میں ہیں۔

- حکم:

لفظ حکم بھی قرآن میں مختلف لفظوں میں استعمال ہوا ہے:

1۔ اس کا ایک معنی ہے حاکمیت الٰہی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يُشۡرِكُ فِي حُكۡمِهِۦٓ أَحَدًا[22]

CC BY

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

2۔ بعض اوقات حکم کی اصطلاح اللہ کے احکامات کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

حُكۡمُ ٱللَّهِ[23]

یہ اللہ کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَعِندَهُمُ ٱلتَّوۡرَىٰةُ فِيهَا حُكۡمُ ٱللَّهِ

المائدہ:43۔

ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔

3۔ بعض اوقات حکم کا معنی عقل اور حکمت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَءَاتَيۡنَٰهُ ٱلۡحُكۡمَ صَبِيّٗا

مریم:12۔

اور ہم نے اسے بچپن ہی میں عقل و فہم عطا کی۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُۥٓ ءَاتَيۡنَٰهُ حُكۡمٗا وَعِلۡمٗا

یوسف:22۔

اور جب وہ سنِ بلوغت کو پہنچا ہم نے اسے حکمت اور علم دیا۔

4۔ لوگوں کے درمیاں انصاف سے فیصلہ کرنے اور ان کے درمیاں تنازعہ ختم کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ[24]

بے شک اللہ تعالی تمھے حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا[25]

پس قسم ہے آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے آپس کے جھگڑوں کا حاکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنالیں اور پھر آپ کے اس فیصلے سے اپنے دل میں کوئی تنگی بھی نہ پائیں اور اسے پورا کا پورا تسلیم کرلیں۔

- عدل بھی قرآن میں مختلف مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے:

1۔ ایک اس کا معنی یہ ہے کہ مکافاتِ عمل، اور سفارشی اور دوستی و معاوضہ کا کام نہ آنا۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

وَٱتَّقُواْ يَوۡمٗا لَّا تَجۡزِي نَفۡسٌ عَن نَّفۡسٖ شَيۡـٔٗا وَلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَٰعَةٞ وَلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٞ وَلَا هُمۡ يُنصَرُونَ[26].

اور ڈرو اس دن سے جب نہ کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکے گا اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

2۔ دوسرا معنی برابری کے ہیں۔

CC BY

ارشاد باری تعالی ہے:

وَٱلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡأٓخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُونَ[27]

اور وہ لوگ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ دوسروں کو اللہ کے برابر ٹھراتے ہیں۔

3۔ تیسرا معنی صراطِ مستقیم کے ہیں:

ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَن يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ[28]

اور جو عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔

4۔ چوتھا معنی فطرتی انصاف کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

ٱلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ[29]

اس نے تمھیں پیدا کیا پھر تمھیں درست کیا پھر تمھیں برابر کیا۔

5۔ پانچواں معنی شخصی انصاف کا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا۔[30]

اگر تمھیں ڈر ہے کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی شادی کرو یا وہ لونڈی جو تمھاری ملکیت میں ہے وہ ہی کافی ہے۔ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم بے انصافی کر بیٹھو۔

- قضاء:

قرآن میں قضاء بھی مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1 مدت یا فیصلہ پورا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَوَكَزَهُۥ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيۡهِ[31]

پس موسی نے اسے مکا مارا اور اسے مار ڈالا۔

2۔ اس کے ایک معنی فطری قانون اور اللہ کے فیصلہ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذَا قَضَىٰٓ أَمۡرٗا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ[32]

اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جاؤ اور وہ ہو جاتا ہے۔

(۳) اس کے ایک معنی اپنی حاجت پوری کرنے کے بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيۡدٞ مِّنۡهَا وَطَرٗا[33]

اور جب زید پورا کر چکا اس سے اپنا غرض۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا[34]

پس قسم ہے آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے آپس کے جھگڑوں کا حاکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنالیں اور پھر آپ کے اس فیصلے سے اپنے دل میں کوئی تنگی بھی نہ پائیں اور اسے پورا کا پورا تسلیم کر لیں۔

CC BY

- قسط:

1۔قسط کا لفظ قرآن میں کاروبار، انصاف اور دیانت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ وَٱلۡمِيزَانَ بِٱلۡقِسۡطِ

الانعام:152۔

ناپ تول انصاف سے کیا کرو۔

2۔ترازو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلۡعِلۡمِ قَآئِمَۢا بِٱلۡقِسۡطِ

آل عمران:18۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی الہ نہیں اور فرشتے بھی اور علم والے بھی جو عدل وانصاف پر قائم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ بِٱلۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۡ أَوِ ٱلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ

اے ایمان والوں انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے خواہ وہ تمھارے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے۔

اب اگر ان تمام قرآنی قوانین کی اصطلاحات کو سامنے رکھ کر عربوں کے رسم ورواج اور قانون کا جائزہ لیا جائے تو صاف طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس طرح کی اصطلاحات عرب قوانین میں سرے سے ملتی ہی نہیں ہیں۔

اسلامی قانون کا مقصد اصلاح تھا، نہ کہ نقل

اسلام نے عرب معاشرتی نظام میں موجود بہت ساری برائیوں کو ختم کیا اور عدل وانصاف کے نئے اصول پیش کیے۔ جیسے کہ قرآن میں عورتوں کے حقوق، وراثت، اور شادی کے معاملات میں کئی ایسی اصلاحات کی گئیں جو عرب معاشرت میں غیر مساوات اور ظلم کی بنیاد تھیں۔ اگر اسلامی قوانین صرف عربوں کے موجودہ قوانین کی نقل ہوتے، تو ان میں اصلاحات کی ضرورت نہ ہوتی۔

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"

"میں مکارمِ اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں" (صحیح بخاری)۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد صرف عرب معاشرت کے قوانین کو اپنانا نہیں تھا، بلکہ ایک نئے اور جامع نظام کو پیش کرنا تھا جو دنیا بھر کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنتا۔

عربی قوانین اور اسلامی قوانین میں بنیادی فرق

عربی معاشرت میں جو قوانین تھے، ان میں کئی مسائل تھے جیسے کہ عورتوں کا وراثت میں حصہ نہ دینا، غلاموں کا استحصال، اور قتل کے معاملے میں سختی کی کمی۔ اسلامی قانون نے ان سب چیزوں میں اصلاح کی اور ایک نئی قانونی ساخت متعارف کروائی۔ اسلامی فقہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اصولوں کو واضح کیا گیا ہے، جس میں ہر فرد کو اس کے حقوق دینے اور انصاف کے اصولوں کی پیروی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ"

"اے ایمان والو! جب تم مؤمنہ عورتوں سے نکاح کرو..." (النساء:21)

اس آیت میں عورتوں کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، جو عرب معاشرت میں موجود نہیں تھے۔

OPEN ACCESS

اگر نونی درویش کا دعویٰ صحیح ہوتا، تو عرب اس بات کو تسلیم کرتے کہ اسلامی قوانین انہی کے قوانین کا عکس ہیں۔ لیکن اس کے برعکس، عربوں نے اسلام کے قوانین کو ایک بالکل نیا نظام سمجھا اور اس میں ہونے والی اصلاحات کو خوش آمدید کہا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ عربوں نے یہ کہا ہو کہ اسلامی قوانین ان کے ہی قوانین کا تسلسل ہیں۔

نونی درویش کا یہ دعویٰ کہ اسلامی قوانین عربوں کے قوانین سے نقل کیے گئے ہیں، بے بنیاد اور غلط ہے۔ اسلامی قوانین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے پیش کیا گیا، اور ان کا مقصد عرب معاشرت میں موجود برائیوں کو ختم کرنا اور انسانیت کے لیے ایک جامع نظام پیش کرنا تھا۔ اسلامی شریعت اور عربی قوانین میں بنیادی فرق ہے، اور قرآن و سنت اس بات کی واضح تردید کرتے ہیں کہ اسلامی قوانین کسی طور عربوں کے قوانین سے نقل کیے گئے ہیں۔

نتیجہ البحث:

اس تحقیق کا مقصد نونی درویش کے اس دعوے کا علمی جائزہ لینا تھا کہ اسلامی قانون، جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، دراصل عربوں کے موجودہ قوانین اور رسوم و رواج سے نقل کیا گیا ہے۔ نونی درویش نے اپنی کتاب *"CRUEL AND USUAL PUNISHMENTS: The Terrifying Global Implications of Islamic Law"* میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ اسلامی شریعت میں موجود قوانین دراصل عربوں کے روایتی قوانین کا عکس ہیں، اور ان میں کوئی آسمانی یا غیر بشری عنصر نہیں ہے۔ اس دعوے کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم نے اسلامی شریعت کی بنیاد، قرآن و سنت کے اصولوں، اور اسلامی فقہ کے بنیادی تصورات کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ تحقیق کے دوران یہ واضح ہوا کہ اسلامی قانون ایک آسمانی قانون ہے جو مکمل طور پر اللہ کی ہدایات پر مبنی ہے اور اس کا مقصد عربوں کے موجودہ معاشرتی قوانین اور روایات کو اصلاح اور جدیدیت کی طرف لے جانا تھا۔ قرآن اور حدیث میں واضح طور پر اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ اسلامی قوانین عربوں کے قوانین کی نقل ہیں۔ درحقیقت، اسلام نے عرب معاشرتی قوانین کو ایک نئی شکل دی، جو ظلم و جبر، غیر مساوات، اور ناانصافی کے خلاف تھی۔

اسلامی قانون میں جن اصلاحات کا ذکر کیا گیا ہے، وہ نہ صرف عربوں کے معاشرتی ڈھانچے کی اصلاح کے لیے تھیں بلکہ ان میں انسانی حقوق، عدل و انصاف، اور برابری کے اصول بھی شامل ہیں۔ ان اصولوں کا قرآن و سنت میں بار بار ذکر کیا گیا ہے اور یہ واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی قوانین کسی بھی طرح سے عربی قوانین سے نقل نہیں کیے گئے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نیا اور آسمانی قانون تھا جو دنیا بھر کے انسانوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ نونی درویش کا دعویٰ بے بنیاد ہے اور قرآن و سنت کے اصولوں سے متصادم ہے۔ اگر اسلامی قوانین عربوں کے قوانین سے نقل کیے گئے ہوتے، تو اس کا ذکر سیرت کی کتابوں اور تاریخ میں ضرور ملتا، لیکن ایسا کہیں بھی نہیں ملتا۔ اس کے برعکس، عربوں نے اسلامی قوانین کو ایک نئے اور منفرد نظام کے طور پر قبول کیا تھا جس میں بہت ساری اصلاحات اور تبدیلیاں شامل تھیں۔ آخرکار، یہ تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ اسلامی شریعت ایک آسمانی قانون ہے جس کی بنیاد وحی پر ہے، اور اس کا مقصد عربوں کے قدیم معاشرتی اور قانونی نظام میں اصلاحات لانا تھا، نہ کہ ان سے نقل کرنا۔ نونی درویش کے اعتراضات کو علمی طور پر رد کیا گیا ہے اور اسلامی قانون کی اصل حقیقت کو واضح کیا گیا ہے، تاکہ لوگوں میں اس کے بارے میں درست فہم پیدا ہو سکے۔

حوالہ جات

[1]. Nonie Darwish, Now They Call Me Infidel Why I Renounced Jihad For America, Israel, And The War On Terror, 2007 Ed.(Publisher Penguin Group, printed in United States of America, 2007), P.13. F*ormer Muslims United.* (www.formermuslimsunited.org).

[2]. Darwish, in her book *Now They Call Me Infidel,* writes, "I renounced Islam to embrace the values of the West, which are far more in line with my personal beliefs" (Darwish, 2007, p. 13).

[3]. In *Cruel and Usual Punishments,* she argues, "Islamic law is nothing but the perpetuation of ancient Arab traditions and customs, which were never divinely inspired" (Darwish, 2008, p. 47).

[4] Ibid, p. 19-22.

[5] Darwish, *Now They Call Me Infidel,* 2007, p. 19

[6] Darwish, *Now They Call Me Infidel,* 2007, p. 47

[7] Darwish, *Now They Call Me Infidel,* 2007, p. 113-114

[8] Darwish, *Now They Call Me Infidel*, 2007, p. 157
[9] Darwish, *Now They Call Me Infidel*, 2007, p. 160
[10] Darwish, *Cruel and Usual Punishments*, 2008, p. 47

[11] القرآن: سورۃ النجم: 4

[12] محمد طفیل، رسول نمبر نقوش، عدالت کا نظامِ عدالت اور جدید معترضین و مستشرقین، اشاعت: جنوری، 1985ء، ناشر: ادارہ فروغ اردو، لاہور

جلد:، شمارہ: 130، ص: 741 تا 742

[13] البقرہ: 170۔

[14] المائدہ: 50۔

[15] الملک: 25۔

[16] القرآن: الاعراف: 54۔

[17] البقرہ: 67۔

[18] النساء: 58۔

[19] بنی اسرائیل: 16۔

[20] الشوریٰ: 38۔

[21] النساء: 59۔

[22] الکہف: 26۔

[23] الممتحنۃ: 10۔

[24] النساء: 58۔

[25] النساء: 65۔

[26] البقرہ: 48۔

[27] الانعام: 150۔

[28] النحل: 76۔

[29] الانفطار: 7۔

[30] النساء: 3۔

[31] القصص: 15

[32] البقرہ: 117۔

[33] الاحزاب: 37۔

[34] النساء: 65۔